

- شہری سرگرمیاں
- شہری ایڈووکیسی
- ہنر نگہوں کی بحالی
- تفریحی اختیارات اور عدم مرکزیت

شہری

جولائی تا دسمبر 2004ء



SHEHRI

اس میں کوئی شک نہیں کہ شہریوں کا ایک چھوٹا سا گروہ جو شعور رکھتا ہو وہ یقیناً دنیا کو بدل سکتا ہے۔۔۔ مارگریٹ میٹ

پاکستانی فن تعمیرات کے عروج و زوال کے 57 سال

کیا ہمیں تعمیراتی شناخت کی ضرورت ہے۔ یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ ہم پچاس برس سے زائد عرصے میں اپنی کوئی تعمیراتی شناخت قائم کرنے کے قابل نہیں ہو سکے ہیں۔ اس ضمن میں ایثار کامران پاکستانی فن تعمیرات کی تاریخ کے گوشوں کو اجاگر کرتے ہیں۔

نمایاں تھے۔ اس دور کے ماہرین تعمیرات مثلاً ایم اے احمد، ایچ۔ ایچ۔ خان، ایم اے مرزا، عبدالحسین قادیانی اور ظہیر الدین خواجہ 1950ء کے نوآبادیاتی تعمیراتی نظریے سے بہت متاثر تھے۔ ان کے بنائے گئے عمارتوں کے ڈیزائنوں میں نوآبادیاتی چھاپ نمایاں نظر آتی ہے۔ ان ماہرین تعمیرات میں (1960-1910ء) پچاس کی دہائی ایک معروف ماہر تعمیرات مہدی علی مرزا اسی خصوصیت کے ساتھ فن تعمیرات کے افق پر نمودار ہوئے اور اپنے کام میں اسلوب اور بناوٹ کا شاندار مظاہرہ کیا۔ انہوں نے بہت قلیل عرصے کام کیا تاہم فن تعمیرات پر بہت مستحکم اور بیباک اثرات مرتب کیے۔ فن تعمیرات سے متعلق ان کا تصور فطری طور پر جیتا جاگتا تھا اور اس کا مظاہرہ انہوں نے باہر علی، کرل عابد اور قزلباش کے گھروں کی تعمیر کے ذریعے کیا۔ ان منصوبوں میں بنیادی خیال، فرد، فطرت اور ماحول کو یکجا کرنے میں

آزادی کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے تاہم اسے لازمی طور پر معاشرتی روایات سے آگہی ہونی چاہیے۔ پاکستانی فن تعمیرات کی کہانی اس پر مرتب ہونے والے بدلتے ہوئے اثرات کی موجودگی سے بخوبی اخذ کی جاسکتی ہے۔ پاکستانی فن تعمیرات کے سفر کا آغاز مظہر دور کے تعمیراتی ورثے اور برطانوی نوآبادیاتی دور حکومت میں ہوا تھا۔ آزادی کے فوراً بعد تعمیراتی ماحول پر غیر ملکی نقوش بہت زیادہ

کے نظام کی حامل اقوام میں فن تعمیرات نے سماجی روایات کو برقرار رکھا ہے۔ کوئی بھی تخلیقی کام رسم و رواج اور روایات کی پابندیوں کو قبول نہیں کرتا۔ اسی بنیاد پر ماہر تعمیرات کو ملامت کا نشانہ بنایا جاسکتا ہے اور اسے ریاستی حدود سے ماوراء قرار دیا جاسکتا ہے۔ ایک تخلیقی ماہر تعمیرات عام شہری کے مقابلے میں زیادہ آزاد ہوتا ہے۔ وہ معاشرے کے ایک فرد کی حیثیت سے اپنی پہچان، حقیقی وجود اور محسوسات کو برقرار رکھتا ہے گوکہ ماہر تعمیرات کو

پاکستانی فن تعمیرات کی شناخت کو صرف 57 سال قدیم ہے تاہم اپنے سماجی اور ثقافتی ورثے کے حوالے سے اس کا تعمیراتی ورثہ سینکڑوں برسوں پر محیط ہے۔ پاکستان وادی سندھ کی تہذیب کا مسکن ہے جس پر مسلمانوں، یونانیوں، بدھوں اور ہندوؤں کے تہذیبی اثرات کی چھاپ نمایاں نظر آتی ہے۔ کسی بھی ملک کے سماجی و ثقافتی وجود میں پچاس برس کی مدت ایک غیر اہم حیثیت کی حامل ہے کیونکہ کسی بھی ملک کے فن تعمیرات کی شناخت بنانے کے لیے نسبتاً ایک طویل عرصہ درکار ہوتا ہے۔



الحرم۔ جدید اور روایتی فن تعمیر کا حسین امتزاج

انسانی تاریخ کے کسی بھی دور میں فن تعمیرات کے لیے سماجی رجحانات کی موجودگی کا سوال اس قدر اہمیت کا حامل نہیں رہا جتنا کہ وہ فی زمانہ موجود ہے۔ آج کی آزادی اور کھلی دنیا میں فن تعمیرات نے سماجی پابندیوں اور روایات سے مبہم اور ناخوشگوار قسم کی آزادی حاصل کی ہے۔ واضح رہے کہ اجتماعی ریاست



مضر تھا۔ ان کے تمام تصورات میں جدید تحریک کے گہرے اثرات واضح طور پر دیکھے جاسکتے ہیں۔ اسی طرح ظہیر الدین خواجہ یورپ سے متاثر ہونے والے ایک اور ہم عصر ماہر تعمیرات ہیں جنہوں نے مہدی علی مرزا کی طرح اس اسلوب تعمیرات کو مزید نکھارا۔ 1960ء کی دہائی میں فن تعمیرات کے فلسفے نے ایک نیا موڑ لیا اور اس کی باگ ڈور نئی نسل کے ہاتھوں میں چلی گئی۔ یہ عرصہ سماجی و ثقافتی اور ڈیزائنوں کی تخلیق کے تناظر میں بہت اہمیت کا حامل ہے۔ فن تعمیرات کا سنہرا دور تھا کیونکہ اسٹھ کی دہائی میں بہت بڑے ماہرین تعمیرات، نیر علی دادا، نقوی صدیق، رحمن خان، جاوید نجم، حبیب فدا علی، کامل خان ممتاز، یاسمین لاری، انور سعید اور دیگر بہت سے ماہرین تعمیرات نے جنم لیا جو ہمارے موجودہ فن تعمیرات کے لیے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان تمام جواں سال ماہرین تعمیرات میں کامل خان ممتاز نے اپنے کام میں بڑی مستقل مزاجی کا مظاہرہ کیا۔ انہوں نے اپنے پیشے کا آغاز مخصوص نظریے کے ساتھ کیا اور اپنے احساسات کو مغلیہ فن اور تعمیرات کے ساتھ منسلک کیا اور اپنی پیشہ ورانہ زندگی میں وہ اپنے اس مخصوص نظریے سے مکمل طور پر وابستہ رہے۔ انہوں نے بے شمار ڈیزائن تخلیق کیے جن میں انہوں نے مغل تعمیرات کی تفصیلات اور نزاکتوں کو واضح طور پر دکھایا۔ کامل خان ممتاز کے فن تعمیرات کا فلسفہ اجتماعیت کے تصورات پر مبنی نہیں تھا بلکہ انہوں نے اپنے کام میں ثقافتی اقدار کو اجاگر کرنے کی کوشش کی۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی بنائی ہوئی تمام عمارتوں میں خواہ وہ رہائشی ہوں یا اداراتی ایک انفرادیت نظر آتی ہے اس کی ایک واضح مثال چاند باغ اسکول شیخوپورہ کی عمارت ہے۔

دوسری طرف بہت سے ماہرین تعمیرات

1960ء کی دہائی میں فن تعمیرات کے فلسفے نے ایک نیا موڑ لیا اور اس کی باگ ڈور نئی نسل کے ہاتھوں میں چلی گئی یہ عرصہ سماجی و ثقافتی اور ڈیزائنوں کی تخلیق کے تناظر میں بہت اہمیت کا حامل ہے فن تعمیرات کا سنہرا دور تھا

جدید تحریک کے نظریے پر کام کر رہے تھے جس کا اظہار انہوں نے اپنے کام کے ذریعے کیا۔ اس ضمن میں کراچی کی صف اول کی ماہر تعمیرات یاسمین لاری نے مختلف تجربات کیے۔ ان کی نقشہ نویسی کا خیال جدید تحریک کی بنیاد پر مبنی تھا انہوں نے عمارتوں کی تعمیر میں سادگی پر زور دیا۔ کراچی میں تعمیر کی گئی لاری کی رہائش گاہ فن تعمیر کا ایک حسین نمونہ ہے، لیکن اس کا تمام تصور لی کاربوریس کے مقصدی اسلوب سے متاثر تھا جس میں عقلیت پسندی کو دکھایا گیا تھا۔ اسی قسم کا مظاہرہ کراچی میں کوڈورجن کی رہائش گاہ میں بھی دیکھا جاسکتا ہے۔

یاسمین لاری کی طرح حبیب فدا علی بھی اپنی دانشورانہ فکر کی وجہ سے اچھی شہرت رکھتے

ہیں۔ انہوں نے بے شمار شاندار عمارتوں کے نقشے تخلیق کیے جس میں انہوں نے اپنے اسلوب، مکتبہ و فکر اور حسین بناوٹ کا بہترین مظاہرہ کیا۔ حبیب فدا علی بھی لی کاربوریس کے مکتبہ فکر کے مقلد ہیں ان کا عقلیت پسند اسلوب مکمل تفصیلات اور واضح تصور کے ساتھ ان کی ڈیزائن کی گئی عمارتوں مثلاً برما شیل کے صدر دفتر کی عمارت، پی آئی اے اسکولش کورٹ کراچی اور سوئی گیس ناردرن کی عمارت کشمیر روڈ لاہور میں دیکھا جاسکتا ہے۔

انور سعید نے بھی خصوصاً اسلام آباد میں فن تعمیرات کے پھیلاؤ میں ایک بنیادی کردار ادا کیا۔ انہوں نے تجرباتی عمارتوں کو متعارف کرایا۔ ان کی نقشہ نویسی کا فلسفہ مکمل طور پر مغلیہ اقلیدی اسلوب پر مبنی ہے۔ انہوں نے اسلام آباد کے اطراف میں مسجد کی عمارت کے ڈیزائن میں اپنے اسلوب کا شاندار مظاہرہ کیا۔

ان ہی تجربات کے زیر اثر ہمارا فن تعمیرات 1970ء کی دہائی میں داخل ہوتا ہے یہ دہائی اپنی بے مثال ایجادات کے بجائے جگہ کی اجتماعیت کے تصور کی وجہ سے اہم ہے۔ اس مرحلے پر جگہ کے استعمال کے ادراک نے مردہ فن تعمیرات کے سامنے ہمہ جہت سوالات پیدا کیے۔ ستر کی دہائی ماہرین تعمیرات اور صارفین دونوں کے لیے بہت

شہری
جی 206 بلاک 2۔ پی ای سی ایچ ایس
کراچی۔ 75400، پاکستان
ٹیلی فون / فیکس 92-21-453-0646
E-mail: Shehri@onkhura.com
(Web site)
www.shehri.org
ایڈیٹر: سمیر اعظم
انتظامی کمیٹی:

چیئر پرسن: رولینڈ ڈی سوزا
وائس چیئر پرسن: امیر رضا علی گروہری
جنرل سیکریٹری: امیر علی بھائی
خزانچی: شیخ رضوان عبداللہ
ارکان: خطیب احمد، ڈیرک ڈین،
حنیف اے ستار
شہری اسٹاف:
کوآرڈینیٹر: سرور خالد
اسسٹنٹ کوآرڈینیٹر: ریحان اشرف
بانی ارکان:

نوید حسین، قاضی فائز عیسیٰ
حمیرا رحمن، دانش آرزو زوبی
زین شیخ، خالد ندوی، قیصر بنگالی
شہری ڈبلی کمیٹی:

- i- قانون
- ii- میڈیا اور بیرونی روابط
- iii- آلودگی کے خلاف
- iv- پارکس اور تفریح
- v- اسلحہ پاک معاشرہ
- vi- تحفظ درش
- vii- مالی حصول

شہری کی رکنیت "شہری برائے بہتر ماحول" کے تمام ارکان کے لئے کھلی ہے۔ اس اشاعت میں شامل مضامین کو شہری کے حوالے کے ساتھ شائع کرنے کی اجازت ہے۔

ایڈیٹر ادارتی عملہ کا خبر نامہ میں شائع ہونے والے مضامین سے متنق ہونا ضروری نہیں۔

لے آؤٹ اور ڈیزائن: زبید یولالہ
پروڈکشن: انٹر پریس کمیونٹی کیشن (IPC)

بانی تعاون: فریڈرک ٹومان فاؤنڈیشن
رکن IUCN دی ورلڈ کنزرویشن یونین

غیور نے ایک نئے تجارتی نظریے کو تخلیق کیا، جس میں اجتماعیت بنیادی اہمیت کی حامل نہیں تھی بلکہ جگہ کے ادراک کو زیادہ اہمیت دی گئی تھی۔ پاکستان میں پہلی بار ناظرین کے لیے عمارت کو بیرونی طور پر حسین انداز میں تعمیر کیا گیا تھا لیکن دوکانوں اور دفاتر کے لیے کشادہ جگہ کے خیال نے پہلی مرتبہ جنم لیا۔ جگہ کے اس نئے تصور کے بانی نیر علی دادا ہیں۔ ان کے نقشہ نویسی کے تصورات مکمل طور پر ماضی اور حال کے تجزیات پر مبنی ہوتے ہیں۔ انہوں نے سینئر پوائنٹ کا نقشہ لاطینی طرز پر بنایا لیکن اس میں انہوں نے مغلیہ عنصر کو بھی شامل رکھا ہے۔ نقشہ نویس کپینوں کے ساتھ ساتھ بلڈرز گروپ نے بھی پاکستان کی تعمیرات میں بھرپور حصہ لیا ہے۔ رفیع گروپ نے مختلف منصوبے تخلیق کیے ہیں اور ناظرین کو نئے تصورات دیئے ہیں۔ اسی طرح ڈیولپر ز گروپ کے ارشد چوہدری ذاتی طور پر تعمیرات میں سختند ماحول کو اجاگر کرنے میں دلچسپی رکھتے ہیں۔ انہوں نے مکانات کی تعمیر خصوصاً ایڈن کاٹجر کی تخلیق میں اس تصور کو واضح کرنے کی کوشش کی ہے۔

ان تجربات اور ایجادات کے بعد پاکستان کا فن تعمیر 90ء کی دہائی میں داخل ہوتا ہے اور موجودہ دور تک پہنچتا ہے۔ ہمارے دور میں فن تعمیرات میں تصور اور کتبہ فکر کی کوئی قید نہیں ہے۔ اس عالمی تعمیراتی دنیا نے مشاہدہ کرنے والوں میں اعلیٰ پیمانے پر آگہی پیدا کر دی ہے۔ جس کی وجہ سے ماہرین تعمیرات کے لیے شدید قسم کے مسائل پیدا ہوئے۔ یہ نہ صرف ماہرین تعمیرات بلکہ صارفین کے لیے بھی علم اور تجربات کا ایک نیا عہد ہے۔ صارف اپنے اسلوب اور تصور کے پارے میں بہت باشعور ہو چکا ہے اب بصری ماحول (باقی صفحہ 16 پر)

واصف علی خان نے اس زمانے میں پپورا ماسینفر کو تعمیر کر کے ایک نیا تخیل پیش کیا۔ واصف علی خان نے رہائشی مکانات کی ڈیزائننگ کے حوالے سے بہت زیادہ شہرت حاصل کی۔ بہر حال وقت کے ساتھ ساتھ پاکستانی فن تعمیرات کی تاریخ جمالیاتی دور میں داخل ہوتی ہے جب ماہر تعمیرات علیحدگی کے بجائے اجتماعیت (عقلی اور جمالیاتی دونوں) کو سمجھ لیتا ہے۔ اب عوام کا شعور تبدیل ہو چکا ہے اور وہ کسی بھی عمارت کا اپنے بہترین علم اور تجربے کی بنیاد پر اس کا تجزیہ کرتے ہیں۔

ایک مثالی تعمیر ہمیشہ اس کی سادگی اور سیدھے خطوط میں ہوتی ہے جیسا کہ مہدی علی مرزا اور لاری کے تصورات میں پایا جاتا ہے، ماضی اور حال کا مرکب پیش کرنے والے نیر علی دادا واحد ماہر تعمیرات ہیں جنہوں نے اپنی تمام پیشہ ورانہ زندگی میں جدید فن تعمیرات کو ماضی سے ملانے کی کوشش کی ہے، وہ جدیدیت پر یقین رکھتے ہیں لیکن عمارت کی مصنوعی زیبائش میں نہیں بلکہ اس کی معقولیت پسندی میں جدیدیت کے قائل ہیں

اسی کی دہائی میں تعمیرات کی تمام اقسام خاص طور پر رہائشی اور تجارتی اقسام انقلابی اہمیت کی حامل ہے۔ تاہم نیر علی دادا، پرویز اقبال، ارشد چوہدری، رفیع گروپ، منیاں رفیق اور دیگر ترقی پسند ماہرین تعمیرات نے عظیم الشان عمارتیں تخلیق کیں۔ ماہرین تعمیرات اس وقت انتہائی جدیدیت میں داخل ہو گئے جب ماہر تعمیرات غیور اور نیر علی دادا نے ایمپائر سینٹر اور سینٹر پوائنٹ جیسی کشادہ عمارتیں تعمیر کیں۔ عوامی سطح پر ان دونوں منصوبوں نے بہت شہرت حاصل کی۔ خصوصاً اپنی کشادہ جگہ کی وجہ سے ان عمارتوں کو خاصی عوامی پذیرائی ملی۔

سے پیچیدگی کی طرف چلے جاتے ہیں۔ وہ جزیات پر بہت توجہ دیتے ہیں اور ان کے تمام تعمیراتی کاموں میں خواہ وہ تجارتی ہوں یا رہائشی اس حقیقت کو واضح طور پر دیکھا جاسکتا ہے۔ ان کے تعمیراتی کام پر فرانسیسی اثرات واضح طور پر نظر آتے ہیں۔ ان کی تعمیر کردہ مشہور عمارتوں میں ایڈن سینٹر، ایڈن ہائوس اور ایڈن ٹاور میں ان کے جرات مندانہ اور پیچیدہ اسلوب کو واضح طور پر دکھایا گیا ہے۔ ایڈن ٹاور بیرونی ساخت سے بہت عظیم الشان نظر آتا ہے، لیکن اس کی اندرونی

تفصیلات میں انہوں نے جدید ٹیکنالوجی متعارف کرائی ہے اور ایک نئی تصویر تخلیق کی ہے۔ اسی طرح ماضی کی ایک مشہور تعمیراتی کمپنی اے ٹی سی او این ایس نے ستر کی دہائی کے ادراک اور اسی کی دہائی کے اوائل میں بڑی تعداد میں منصوبے تعمیر کیے۔ ٹکیل تریٹی کے پاس بھی اپنی مہارت نوانے کا مساوی موقع تھا، لیکن فیروز پور روڈ پر بنائے گئے بڑے منصوبے مثلاً لودھی آرکیڈا اجتماعی تعمیراتی انداز فکر پر مبنی تھے۔ لیکن وہ اس سہری موقع پر خود کو بطور تصوراتی ماہر تعمیرات منوانے کے لیے استعمال کرنے میں ناکام رہے۔

ایسی ہی او این ایس نے بہت شاندار کام کا مظاہرہ کیا۔ پرویز اقبال کا تعمیراتی اسلوب کلی طور پر جدید اور تخلیقی امتزاج پر محیط تھا۔ ان کا انداز فکر واضح اور منطقی تھا اور ان کے کام کو بڑے پیمانے پر پذیرائی ملی۔ موجودہ دور میں ڈیفنس سوسائٹی کی جامع مسجد کی عمارت ان کے تخلیقی اظہار کی علامت ہے۔ شوکت نواز راجہ بیرون ملک سے فارغ التحصیل ماہر تعمیرات ہیں۔ انہوں نے اپنے تعمیراتی فلسفے کا اظہار بہت واضح اور جرات مندانہ طور پر کیا، لیکن وہ بیشتر اوقات سادگی

اہم تھی۔ ستر کی دہائی کے دوران ماہرین تعمیرات مثلاً ڈاکٹر ٹکیل تریٹی، نصرت علی شیخ، رحمن خان، واصف علی خان، شوکت راجہ، پرویز اقبال، صلاح الدین منق اور دیگر بہت سے ماہرین تعمیرات نے رہائشی، تجارتی، ادارتی اور مذہبی عمارتوں کی تعمیرات میں بھرپور کردار ادا کیا۔ مکانات کی تعمیرات میں نقشہ نویسی کا معیار گو بہت اعلیٰ نہ تھا مگر ایک حد تک اعتدال پر تھا۔ ماڈل ٹاؤن، فیصل ٹاؤن، اقبال ٹاؤن اور دیگر بہت سی سوسائٹیاں اس وقت اپنے ترقیاتی مدارج میں تھیں اور اس وقت ماحول کے بارے میں کوئی واضح تصور موجود نہیں تھا۔ یہی وجہ تھی کہ ستر کی دہائی میں ماہرین تعمیرات نے اجتماعیت کے تصور پر مبنی عمارتوں کو تخلیق کیا جس میں جگہ کے ایک ایک انچ کو معقولیت پسندی کے ساتھ استعمال میں لایا گیا اور اس عرصے کے دوران معقولیت پسندی کے تصورات کو زیادہ اہمیت دی گئی۔ اس معقولیت پسندی کے رجحان کی وجہ سے جگہ کے زیادہ سے زیادہ استعمال پر مبنی عمارتوں کے نقشے تخلیق کیے گئے اور یہی وجہ ہے کہ اس دور میں صارفین کی خواہشات پر مبنی نقشہ نویسی کے تصورات نے جنم لیا۔ اس پس منظر میں ماہرین تعمیرات پرویز اقبال، پرویز دندل اور ای ٹی سی او این ایس نے بہت شاندار کام کا مظاہرہ کیا۔

پرویز اقبال کا تعمیراتی اسلوب کلی طور پر جدید اور تخلیقی امتزاج پر محیط تھا۔ ان کا انداز فکر واضح اور منطقی تھا اور ان کے کام کو بڑے پیمانے پر پذیرائی ملی۔ موجودہ دور میں ڈیفنس سوسائٹی کی جامع مسجد کی عمارت ان کے تخلیقی اظہار کی علامت ہے۔

شوکت نواز راجہ بیرون ملک سے فارغ التحصیل ماہر تعمیرات ہیں۔ انہوں نے اپنے تعمیراتی فلسفے کا اظہار بہت واضح اور جرات مندانہ طور پر کیا، لیکن وہ بیشتر اوقات سادگی

عوامی مفاد میں مقدمہ بازی.....

شہریوں کے حقوق کے لیے جدوجہد

کراچی کے شہری اس قابل ہو چکے ہیں کہ وہ ہماری اعلیٰ عدالتوں کے ججوں کو اس تباہی کا احساس دلانے میں مدد دے سکیں کیونکہ بسا اوقات وہ اس تباہی کے بالواسطہ طور پر ذمہ دار ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ کراچی میں سینکڑوں غیر قانونی عمارتیں عمارتی احکامات کے غلط استعمال کی آڑ میں تعمیر کی گئی ہیں۔

1999ء میں مقدمہ ایس سی ایم آر 243 میں سپریم کورٹ نے تمام متعلقہ اداروں اور افراد کو متنبہ کیا تھا کہ کچھ بلڈروں نے عدالتوں سے حکم امتناعی حاصل کرنے کے بعد غیر قانونی تعمیرات کرتے ہوئے عمارتیں کھڑی کر دی ہیں۔

عوامی مفاد میں مقدمہ بازی شہریوں کے تجربات یہ بجا طور پر کہا جاسکتا ہے کہ شہری سی بی ای کی کامیابی کی کہانی پاکستان کی عدالتوں میں عوامی مفاد میں مقدمہ بازی کی کامیابی کی کہانی کا ایک جزو ہے۔ کراچی کے شہری اس راہ کو اپنانے کے کبھی بھی قابل نہیں ہو سکتے تھے جب تک کہ ہماری اعلیٰ عدالتوں کے جج صاحبان اس ضمن میں مستعد نہ ہوتے اور ان تنازعات اور مسائل کے حل کے لیے جرات مندانہ طور پر بروقت اور درست فیصلے صادر نہ فرماتے۔

گزشتہ دہائی میں شہری سی بی ای اور اس کے اراکین/حامیوں نے سپریم کورٹ میں

عوامی مفاد میں مقدمہ بازی میں اپنے ماحول کے حق کے اظہار کی کوشش کرتی ہے تاکہ ان قوانین کا صحیح معنوں میں نفاذ کرایا جائے جو صاف اور صحتمند ماحول کو ایک زندہ حقیقت بناتے ہیں۔

بدقسمتی سے آبادی کے بڑھتے ہوئے دباؤ اور دیہاتوں سے شہروں کی طرف ہجرت کے بڑھتے ہوئے رجحان کی وجہ سے کراچی میں زمین کے استعمال میں شہری منصوبہ کے اصولوں کی نہ صرف خلاف ورزی کی جا رہی ہے بلکہ غیر منسوب شدہ زمینوں کی غیر قانونی طور پر الاٹمنٹ، زمین کے استعمال کی غیر قانونی طور پر تبدیلی اور غیر قانونی عمارتوں کی تعمیر کی جا رہی ہے۔ جس کے نتیجے میں تعمیراتی ماحول میں مختلف خرابیاں پیدا ہو گئی ہیں۔ ماحول کی تباہی کے ساتھ ساتھ غیر قانونی عمارتوں کی تعمیر زندگی بھر کا خطرہ بن گیا ہے۔

زلزلوں سے اس قدر ہلاکتیں نہیں ہوتیں جتنی کہ عمارتوں کے گرنے سے ہوتی ہیں۔ گزشتہ پانچ برسوں کے دوران 1999ء میں ازبک (ترکی) میں 19 ہزار، 2001ء میں گجرات بھارت میں 20 ہزار اور بام ایران میں 30 ہزار افراد زلزلوں کا شکار ہوئے جبکہ لاکھوں افراد بے گھر ہو گئے۔ کراچی زلزلے کی پٹی پر واقع ہے لیکن یہاں پر زلزلے سے تحفظ کے تعمیراتی قانون کو کھلے عام نظر انداز کیا جاتا ہے۔

دنیا میں زیادہ تر ماحولیاتی تباہی گزشتہ دو سو سال کے اندر آئی ہے جبکہ کراچی میں تعمیراتی ماحول میں زیادہ تر تیزی گزشتہ تیس سال کے عرصے میں وقوع پذیر ہوئی ہے ذیل میں دیئے گئے خاکوں سے ان کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ہم نے نام نہاد ترقی کے نام پر کیا گل کھلائے ہیں۔

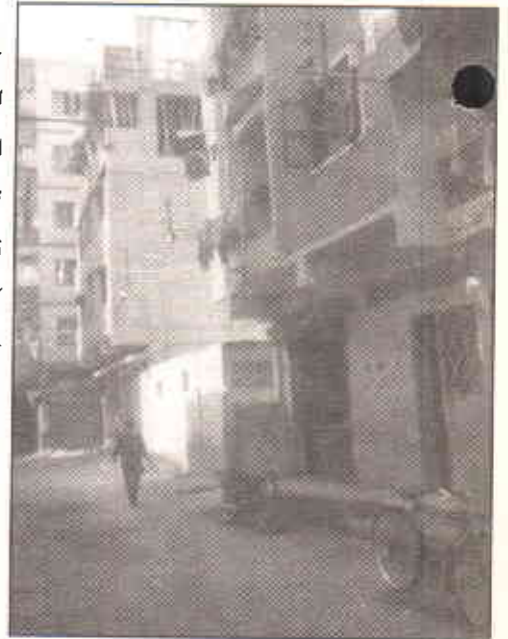
شہریوں کے جینے کے حق کی اعلیٰ عدالتوں نے تشریح کرتے ہوئے اسے ایک صاف، صحتمند اور آلودگی سے

پاک ماحول کا حق قرار دیا ہے۔ جو لوگ شہری علاقوں میں

رہتے ہیں یہ ان کا حق ہے کہ انہیں موزوں تعمیراتی ماحول، صاف اور تازہ ہوا کے لیے کھلی جگہوں، بچوں کے لیے کھیل کے میدانوں، اسکولوں، اسپتالوں، لائبریریوں، تھیٹرز، ٹریفک کے باقاعدہ نظام جو فضا اور شور کی آلودگی سے پاک ہو اور اس جیسی دیگر سہولیات فراہم کی جائیں۔ ان تمام سہولیات کی یقین دہانی شہری منصوبہ بندی کے اصولوں کی بنیاد پر زمین کے استعمال پر

عوامی ایڈووکیسی

رولینڈ ڈی سوزا



سائٹ لینے کے لیے بھی کوئی جگہ نہیں..... شہری اپنے حق کا مطالبہ کرتے ہیں

جدید شہری منصوبے کے اہداف و مقاصد

شہری علاقوں اور قصبوں کی منصوبہ بندی اور ترقیات چند مستحکم تکنیکی نظریات کی بنیاد پر کی جاتی ہے جسے پریم کورٹ میں پیش کیے گئے نیوانسائیکلو پیڈیا برٹیکا کے حوالے کے ذریعے زیادہ بہتر انداز میں سمجھا جاسکتا ہے۔

جدید شہری منصوبہ بندی کے مقاصد

حتمی مقاصد سماجی ہیں تاہم منصوبے بذات خود طبعی اشیاء سے متعلق ہو سکتے ہیں۔ وہ درمیانے معاشی عوامل سے شدید طور پر وابستہ ہوتے ہیں۔ مقاصد کا اظہار یقینی طور پر معاشرے کے ثقافتی رنگوں سے مزین ہوتا ہے۔ امریکہ اور ان ممالک میں جو مغربی یورپی روایات کی تقلید کرتے ہیں، مثالی شہری ماحول زیادہ انفرادی انتخاب کے زیادہ سے زیادہ مواقع پر مشتمل ہونا چاہیے ساتھ ہی افراد کو دوسروں کے اعمال کے منفی اثرات سے تحفظ بھی حاصل ہونا چاہیے۔ فلسفیانہ طور پر شہری منصوبہ بندی مندرجہ ذیل امور پر مبنی ہونی چاہیے۔

- 1- شہر کے حصوں، رہائشی، تجارتی، صنعتی وغیرہ کا باضابطہ انتظام تاکہ ہر حصہ اپنے امور کی ادائیگی کم سے کم لاگت اور تنازعے کے ادا کر سکے۔
- 2- شہر میں نقل و حمل کا موثر انتظام ہو اور اس کا رابطہ بیرونی دنیا سے ہونا چاہیے اس مقصد کے لیے ہر قسم کے ذریعے نقل و حمل کا زیادہ سے زیادہ استعمال کیا جائے۔
- 3- شہر کے ہر حصے کی ترقیات معیارات کے مطابق ہونا چاہیے، مثلاً رہائشی علاقوں میں سورج کی روشنی اور سبز حصوں کا ہونا اور تجارتی علاقوں میں پارکنگ اور عمارتوں کے درمیان خالی جگہوں کا ہونا۔
- 4- تمام خاندانوں کی ضروریات کے مطابق محفوظ نکاسی آب، پانی اور آرام دہ رہائش کی فراہمی۔
- 5- تفریحی، اسکول اور دیگر شہری خدمات کی فراہمی۔
- 6- متواتر اور سستی فراہمی آب، سیوریج، شہری سہولیات اور عوامی خدمات کی فراہمی کسی بھی وقت معاشرے میں یہ مقاصد خصوصی مقاصد کا ضمیر ہو سکتے ہیں مثلاً تاریخی علاقوں کی حفاظت، یا جائیداد کی قیمتوں کی حفاظت۔

35 عمارتوں کی تعمیر۔

● مزار قائد اعظم کے اطراف میں 15 عمارتوں کی تعمیر۔

● شاہراہ فیصل کے ساتھ 26 عمارتوں کی تعمیر۔

عوامی مفاد میں مقدمہ بازی کے تحت زمین کے خور ساختہ استعمال، عمارتوں کی غیر قانونی تعمیر، زمینی استعمال کی غیر قانونی تبدیلی، رفاہی پلانوں کی ناجائز الاٹمنٹ اور قبضہ، تجاوزات اور جائیداد کی الاٹمنٹ جیسے مسائل جو تعمیراتی ماحول پر اثر انداز ہوتے ہیں، مندرجہ بالا تمام امور کا احاطہ کرتے ہوئے مقدمات دائر کیے گئے۔ عوامی مقادات کے ایسے معاملات میں جج صاحبان، سرکاری افسران اور وکلاء حضرات ذاتی طور پر خود ان تنازعات میں فریق بن جاتے ہیں اور یہ ان کی اخلاقی ذمہ داری ہے کہ وہ عدالتوں کی حقائق تک پہنچنے میں رہنمائی کریں۔

اس نوعیت کی مقدمہ بازی کسی بھی طرح ریاست یا حکومت کے مخالف تصور نہیں کی جاسکتی۔ اور جج صاحبان فیصلے صادر فرمانے میں بہت آگے تک جاسکتے ہیں۔ مثلاً 1998ء میں سندھ ہائیکورٹ کے چیف جسٹس نے مزار قائد اعظم کے گرد و نواح میں 35 غیر قانونی عمارتوں کے بارے میں ایک حکایتی خط کو مقدمہ میں تبدیل کر دیا تھا۔ اس واقعے نے مزار قائد کے اطراف میں ہونے والی غیر قانونی تعمیرات کو روک دیا اور بلا واسطہ طور پر حکومت کو رسوائے زمانہ ریگولر ایزیشن آرڈی نینس 2002ء نافذ کرنا پڑا۔ شہری سی بی ای جھگڑے کے جج حضرات تسلیم کرتے ہیں کہ ہم نیک نیکی سے کام کر رہے ہیں اور یہ کہ عوامی نقصانات کے ازالے کے لیے ہم عدالتوں تک رسائی حاصل کریں اور سماجی اور اجتماعی حقوق اور مقادات کے تحفظ کے لیے عوامی فرض ادا کریں۔ یہ امر قبل

بے شمار مقدمات دائر کیے جس میں شہری منصوبہ بندی کے اصولوں کی خلاف ورزی کے نتیجے میں پیدا ہونے والی مختلف ماحولیاتی چاہوں کی نشاندہی کی گئی تھی۔

ہم یہاں چند برے اور غیر معمولی تعمیراتی ماحول کو تباہ کرنے والے منصوبوں کو پیش کرتے ہیں جس کے منفی اثرات کراچی کے شہری بھگت رہے ہیں۔

عوامی مفاد میں مقدمہ بازی تعمیراتی ماحول کی کچھ مثالوں کو مندرجہ ذیل اقسام میں تبدیل کر سکتی ہے۔

پارکوں، کھیل کے میدانوں اور فلاحی پلانوں کا غیر ضروری استعمال

- گنر باؤنچ۔
- کراچی میں کے ٹی کے گیارہ بس ڈپو کے رفاہی پلاٹ۔
- سندھ میں ایس آر ٹی سی کے 16 بس ڈپو کے رفاہی پلاٹ۔
- باغ ابن قاسم میں کوشا بیونا۔
- کیرتھر ٹیشنل پارک۔
- تین تلوار کھٹن کراچی پر کراچی پلے باؤس۔

زمین کے استعمال میں

من مانی تبدیلی

- مائی کلاچی پر کے پی ٹی آفسرز سوسائٹی کی زمین (130 ایکڑ) کی سمندر سے داگراری۔
- کراچی میں چوہا ہا ہوں کو تجارتی قرار دینا۔
- صدر کراچی میں خطرناک اور مضر صحت کی پیداوی مواد پر مشتمل سٹاروں کے کارخانے۔
- عمارتوں کی غیر قانونی تعمیر۔
- کلنٹن میں گھاس ناورد کی تعمیر۔
- مزار قائد اعظم کے اطراف میں

ازیں واضح کیا جا چکا ہے کہ عوامی مفادات میں شہری سی بی ای کی عوامی مفادات میں مقدمہ بازی کے تحت دائر کیے گئے مقدمات عوامی مفادات کو بچانے والے نقصانات کو زیادہ واضح کرتے ہیں۔

ہے۔ عوامی مفادات میں مقدمے بازی کی تحریک نے عوام میں شعور بیدار کرنے کے لیے ایک ہتھیار کی حیثیت کر لی ہے کہ درحقیقت شہری سی بی ای، پانی، زمین اور ہمارے شہروں کے ماحول کے مالک ہیں اور یہ کہ انہیں اپنی اس جائیداد کو خود غرض کوتاہ اندیش مفاد پرستوں کے ہاتھوں تباہ ہونے سے بچانا ہے جو یہ سب کچھ بد عنوان سرکاری

شہری منصوبہ بندی اور تعمیراتی قوانین

شہری منصوبہ بندی، درجہ بندی اور عمارتوں سے متعلق کی گئی زیادہ تر قانون سازی اور ضوابط میں مندرجہ ذیل شامل ہیں۔

- سندھ ٹاؤن پلاننگ ایکٹ 1915ء
- کے ڈی اے آرڈر 1957ء
- سندھ لوکل گورنمنٹ آرڈی نینس (ایس ایل جی او) 2001ء
- سندھ بلڈنگ کنٹرول آرڈی نینس (ایس جی سی او) 1979ء
- کراچی بلڈنگ اینڈ ٹاؤن پلاننگ ریگولیشنز 1979ء-2002ء
- ماحولیاتی تحفظ کا ایکٹ 1997ء
- ان قوانین کی زیادہ اہمیت کے حامل چیدہ چیدہ نکات درج ذیل ہیں۔
- جب بھی کسی شہری منصوبہ بندی کی اسکیم تیار کی جاتی ہے سندھ ٹاؤن پلاننگ ایکٹ 1915ء مندرجہ ذیل اختیار دیتا ہے۔
- پہلا قدم۔ اسکیم بنانے کے مقصد کا اعلان
- مقامی انتظامیہ اسکیم بنانے کے مقصد کا اعلان کرے اور اس کو سرکاری گزٹ میں شائع کرے (سیکشن 9/2)
- مقامی انتظامیہ کے صدر دفتر میں منصوبے کی کاپی معائنے کے لیے آویزاں کی جائے (سیکشن 9/4)
- ایک ماہ کی مدت تک عوامی اعتراضات/تجاویز کی وصولی (سیکشن 9/5)
- ایسی اسکیموں کی تیاری کے خلاف حکومتی پابندی کا سرکاری گزٹ میں اعلان (سیکشن 9/6)
- دوسرا قدم۔ اسکیم کی تیاری
- بارہ ماہ کے اندر اسکیم کا ڈرافٹ تیار کیا جائے اور اسے شائع کیا جائے (سیکشن 10/1) یا اس کام کے لیے مزید 9 ماہ کی مدت لی جاسکتی ہے (سیکشن 10/2)
- مقامی انتظامیہ ایک ماہ کے دوران اسکیم کے ڈرافٹ پر کیے گئے عوامی اعتراضات کو دور کرے (سیکشن 13)
- مقامی انتظامیہ ترمیم شدہ اسکیم حکومت کے سامنے منظوری کے لیے پیش کرے

جس کا سرکاری گزٹ میں اعلان کیا جائے (سیکشن 14)

تیسرا قدم۔ اسکیم کی تبدیلی

- مقامی انتظامیہ اسکیم کی تبدیلی کے لیے حکومت سے درخواست کر سکتی ہے۔ (سیکشن 45 بی (1))
- حکومت تبدیلی کا ڈرافٹ شائع کرے (سیکشن 45 بی (2))
- مقامی انتظامیہ کے صدر دفتر میں تبدیل شدہ منصوبے کی کاپی عوامی معائنے کے لیے آویزاں کی جائے (سیکشن 45 بی (4))
- ایک ماہ کی مدت تک حکومت اس پر عوامی اعتراضات وصول کرے (سیکشن 45 بی (5))
- ترمیم شدہ تبدیلی کو سرکاری گزٹ میں شائع کیا جائے (سیکشن 45 بی (6))
- کراچی بلڈنگ اینڈ ٹاؤن پلاننگ ریگولیشنز 1979ء مندرجہ ذیل ضروری قرار دیتی ہے۔
- پبلک نوٹس اور اشتہارات کی اشاعت میں اشاعت (ایک انگریزی زبان اور ایک مقامی زبان کے اخبار میں) پبلک نوٹس اور اشتہارات کو مختصر اشتہارات میں شائع نہ کیا جائے بلکہ ان علیحدہ اور واضح صفحات پر شائع ہونا چاہیے۔ (پیش لفظ، صفحہ ۱۱، کے بی ٹی پی آر۔ پارٹ ۱)
- زمینی استعمال کی تبدیلی کا پبلک نوٹس متعلقہ انتظامیہ جاری کرے، پلاٹ کا مالک نہیں۔ (آرٹیکل 4-بی) صفحہ 51، کے بی ٹی پی آر۔ پارٹ ۱۱)
- ان قوانین کا مقصد اس امر کو یقینی بنانا ہے کہ پبلک نوٹس/اشتہارات نمایاں ہوں اور عوام کی آنکھوں سے اوجھل نہ ہو سکیں۔
- شہری منصوبہ بندی کے قواعد و ضوابط میں متعلقہ دفعات درج ذیل ہے
- کے ڈی اے آرڈر 1957ء (آرٹیکلز 40 اور A-52)
- کے بی اینڈ ٹی پی آر 1979ء پارٹ ۱۱ (شیڈول ڈی کی دفعات 3 اور 4)
- ایس ایل جی او 1979ء (شیڈول ۱۱، پارٹ ۱۱، دفعات 32، 33 اور 34)

افسران کے ساتھ ملی ہنگت کر کے کر رہے ہیں۔

عوامی مفادات میں مقدمہ بازی کے اس مشترکہ عمل نے عدالتوں کو حقیقت کا ادراک کرنے میں مدد دی ہے کہ مختلف طبقوں سے تعلق رکھنے والے لوگوں کی ایک بڑی اکثریت بری طرح متاثر ہوئی ہے یہ عوامی آگہی پیدا کرنے اور ماحولیاتی مسائل کے بارے میں شہریوں کو تعلیم دینے اور انہیں شعوری طور پر اس ضمن میں ٹھوس اقدامات کرنے کی ترغیب دے رہی ہے۔ جبکہ ماحول پسندوں، غیر سرکاری تنظیموں اور شہری ایکٹیوسٹوں کے خلاف مفاد پرست افراد کی جانب سے بلیک میل کرنے اور الزامات کی بوجھاؤ شدت اختیار کر چکی ہے جسے جج صاحبان بہت واضح اور صاف طور پر دیکھ رہے ہیں۔

ماحولیاتی مسائل کے بارے میں دنیا بھر میں جن مداخلت کے اصول کو تسلیم کیا جا چکا ہے اور پاکستان کی عدالتوں نے بھی اس سلسلے میں مقدمات کی سماعت کی ہے۔ انہوں نے اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ گردہوں کے بغیر بھی کچھ مفادات ایسے ہوتے ہیں جن کے لیے فرد واحد ایک شہری ہونے کی حیثیت سے مقدمہ دائر کرنے کا حق رکھتا ہے۔

شہری سی بی ای کراچی کے تعمیراتی ماحول سے متعلق سرکاری اداروں کے بارے میں ایک سخت نگران کی حیثیت اختیار کر چکی ہے۔ وہ ماحول کے بارے میں پالیسیاں تشکیل دینے کے ضمن میں ایک پریشر گروپ کا کردار ادا کرتی ہے۔

شہری سی بی ای اسکیموں، پروگراموں اور ضابطوں کی تشکیل میں عوامی شراکت کی حمایت کرتی ہے، اور مختلف سطح پر ماحولیاتی مسائل کے بارے میں مقدمات دائر کرتی

شہری سی بی ای کراچی کے تعمیراتی ماحول سے

متعلق سرکاری اداروں کے بارے میں ایک سخت

نگران کی حیثیت اختیار کر چکی ہے۔ وہ ماحول

کے بارے میں پالیسیاں تشکیل دینے کے ضمن میں

ایک پریشر گروپ کا کردار ادا کرتی ہے۔ شہری

سی بی ای اسکیموں، پروگراموں اور ضابطوں

کی تشکیل میں عوامی شراکت کی حمایت کرتی

ہے، اور مختلف سطح پر ماحولیاتی مسائل کے

بارے میں مقدمات دائر کرتی ہے۔

مستقبل کا راستہ

جائیں۔

عدالتوں کے جج خواتین اور حضرات وہ ہیں جو کراچی کے تعمیراتی ماحول میں رہتے ہیں اور اس لوٹ کھسوٹ کے گواہ ہیں اور پھیلنے ہوئے شہر کی جاری ماحولیاتی ابتری اور معاشرے کے مسائل سے بخوبی آگاہ ہیں۔ تعمیراتی ماحول کے ضمن میں عوامی مفادات کو تحفظ دینے، قانون کی عکرائی کی پیش قدمی اور بدعنوانی و مفاد پرستی کو روکنے کے سلسلے میں مندرجہ ذیل تجاویز پیش کی جا رہی ہیں۔

- احکامات اتنامی کے بڑھتے ہوئے غیر قانونی طور پر فائدہ اٹھانے کے عمل کو روکنے کے سلسلے میں متحرک ہو جائیں۔
- عوامی مفادات کے مقدمات کی عام مقدمات کے مقابلے میں ترجیحی بنیادوں پر سماعت کریں۔
- اس امر کو یقینی بنائیں کہ ایسے سرکاری افسران کے خلاف جو تعمیراتی ماحول کی ابتری میں شریک ہیں یا عدالتی احکامات کا نفاذ عمل میں نہیں لاتے، تو بین عدالت کے الزام میں مقدمات چلائے
- اس بات کو تسلیم کیا جائے کہ عوامی مفادات کے خلاف کیے گئے کاموں کے متعلق مقدمات میں تاخیر ان کو کمزور کرتی ہے۔
- خود کو تعمیراتی ماحول سے متعلق مسائل/تواہن کے بارے میں روشناس کریں۔
- ایسے مقدمات سے نمٹنے کے لیے خصوصی سبزیٹیجوں کے قیام کی حوصلہ افزائی کریں۔
- کراچی کے تعمیراتی ماحول کو حکومتی افسران۔ مافیا کے گٹھ جوڑ نے معمولی اور تکلیف دہ مقدمات کے تحت حاصل کردہ عدالتی احکامات کے ناجائز استعمال کے ذریعے زیادہ نقصان پہنچایا ہے۔ مثلاً زمین کی غیر قانونی الاٹمنٹ، سڑکوں اور فٹ پاتھوں پر تجاویزات، غیر قانونی تعمیرات، کھلی جگہوں پر قبضہ وغیرہ۔ لہذا یہ عدالتوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس امر کو یقینی بنائیں کہ ان کے احکامات (خصوصاً عبوری احکامات) کا

بدعنوان عناصر ناجائز استعمال نہ کر سکیں۔

یہ بھی ضروری ہے کہ تمام عدالتیں کراچی میں عوامی مفادات سے متعلق مقدمات کا تصدیقی بنیاد کے بجائے تحقیقاتی بنیاد پر تجزیہ کریں۔ کیونکہ روایتی تصدیقی طریقہ کار سے عدالتوں کے سامنے کمزور بناتا ہے اور آئین کی دفعات 8، 9، 14، 23، 24 اور 25 کے تحت دیئے گئے ان کے بنیادی انسانی حقوق کے نفاذ کے حصول کو مشکل بنا دیتا ہے۔ جج صاحبان کو صرف ایک ایسا پارٹیکلر کردار ہی ادا نہیں کرنا چاہیے بلکہ کبھی کبھی اجتماعی مقدمہ بازی میں شریک بھی ہونا چاہیے۔ بصورت دیگر عدالتی طریقہ کار انصاف کا مذاق اڑانے کے مترادف ہوگا۔

شہریوں کو یہ جان کر افسوس ہوا کہ سرکاری افسران عدالتوں کے قانونی احکامات کو نظر انداز کرتے ہیں ان میں سے کچھ کا شمار تعمیراتی ماحول کی خلاف ورزی کرنے والوں کی صف اول میں ہوتا ہے۔ جب تک ایسے افراد کو سزا نہیں دی جاتی اس وقت تک دوسروں کو یقین نہیں آئے گا کہ وہ بھی گرفت میں آسکتے ہیں اور ان کے خلاف حقیقتاً کچھ نہیں کیا جائے گا۔ اسے لازمی طور پر تہدیل کرنا چاہیے۔

ہمیں معلوم ہوا کہ عوامی مفادات میں مقدمہ بازی کی تحریک نے جس خود پرست اور لائق شہری کو آگہی شعور دیتے ہوئے اسے اپنے حقوق کے بارے میں متحرک کر دیا ہے کیونکہ اسے اس حقیقت کا ادراک ہو چکا ہے کہ یہ سب اس کی زندگی کے لیے خطرناک ہے۔

(رولینڈ ڈی سوزا ایگزیکٹو ڈائریکٹر اور شہری سی بی ای کے چیئر پرسن ہیں)

کمیونٹی پولیسنگ..... انسانی حقوق اور فرائض



فریڈرک نومان فاؤنڈیشن کے مقامی نمائندے مسٹر پیٹر بوشمین



درکشاپ کے تربیتی پروگرام کے نگران اعلیٰ پولیس اکیڈمی لاہور کے انسپکٹر جناب وسیم درانی

شہری سی بی ای اور کمیونٹی پولیسنگ کمیٹی فیروز آباد پولیس اسٹیشن جمشید ٹاؤن نے فریڈرک نومان فاؤنڈیشن کے تعاون سے 300 افسران اور کانسٹیبلوں کی تربیت کے لیے کمیونٹی پولیسنگ، اسلام میں انسانی حقوق اور انسانی حقوق کے موضوع پر ایک ورکشاپ منعقد کیا گیا۔

مقررین میں جناب خطیب احمد، جناب رضوان عبداللہ، فریڈرک نومان فاؤنڈیشن کے مقامی

شہری سرگرمیاں

شہری رپورٹ

نمائندے جناب پیٹر بوشمین، ڈاکٹر انیس احمد اور پولیس اکیڈمی لاہور میں گذشتہ 18 سال سے تعینات ماسٹر ٹریننگ اور انسپکٹر جناب وسیم درانی شامل تھے۔ افسران اور کانسٹیبلوں نے شہری کے کردار کو سراہا۔ جناب خطیب احمد اور جناب رضوان عبداللہ نے کمیونٹی پولیسنگ کے بارے

مقابلے میں بھی کم ہے۔ ورکشاپ میں اس بات پر خاص طور پر روشنی ڈالی گئی کہ جب کوئی شخص پولیس کے شعبے کو منتخب کرتا ہے تو وہ اس فارم پر دستخط کرتا ہے کہ وہ 24 گھنٹے فرائض کی انجام دہی کے لیے رضامند ہے۔ یہ ان دیگر شرکائے ورکشاپ کے لیے ایک زبردست دھچکا تھا جو یہ سمجھتے تھے کہ کسی انعقاد کے ضمن میں کی گئی کوششوں کو سراہا۔ اس کے ذریعے عام شہریوں کو بھی کانسٹیبلوں کے کام کے حالات کو سمجھنے کا موقع ملا۔ سندھ میں کانسٹیبل کی تنخواہ ایک ہزار روپے ماہوار جتنی قلیل تنخواہ کے بارے میں اطلاع ایک حیرت انگیز امر تھا۔ واضح رہے کہ صوبہ سندھ میں کانسٹیبل کی تنخواہ دیگر تینوں صوبوں کے



شہری سی بی ای کے ذریعہ تمام کمیونٹی پولیسنگ کے موضوع پر منعقدہ ورکشاپ کے مقررین اور شریک مقامی پولیس کے اہلکار

بھی انسان کے لیے یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ روشنی ڈالی گئی۔
 24 گھنٹے اپنے فرائض بخوبی ادا کر سکے۔ تمام تر مباحثے کے دوران اس بات کو مزید برآں محکمہ پولیس کے بارے میں روا بخوبی سمجھ لیا گیا کہ ہماری پولیس کا تربیتی طریقہ کار معیار کے مطابق نہیں ہے، پولیس کی رکھے جانے والے نیم انسانی رویے پر بھی

تنخواہ ان کو ایک اچھی زندگی گزارنے کی اجازت نہیں دیتی اور یہ کہ ہمارے کانسٹیبلوں کو زیادہ توجہ کی ضرورت ہے اگر ہم یہ امید کرتے ہیں کہ وہ ہمارے معاشرے اور ہماری عزت کو برقرار رکھیں تو ہمیں ان کے حالات کو بہتر بنانا ہوگا۔

گٹرباغیچہ بچاؤ مہم

گزشتہ سال شاہ لطیف لاہوری میں ایک کانفرنس میں تقریر کرتے ہوئے مقررین نے کراچی شہر میں نیشنل پارک کی تعمیر میں تاخیر پر اپنے شدید خدشات کا اظہار کیا تھا۔ واضح رہے کہ اس کا اعلان صدر مملکت جنرل پرویز مشرف نے کیا تھا۔ نیشنل پارک گٹرباغیچہ کے مقام پر اس کے 1649 ایکڑ رقبے پر تعمیر کیا جانا تھا۔ مقررین نے اس بات کا بھی مطالبہ کیا تھا کہ پروجیکٹ کے مقام پر ہر قسم کی تجاوزات کو ختم کیا جائے اور ساتھ ہی اراضی کی تمام غیر قانونی الاٹمنٹ منسوخ کی جائیں۔



سیمینار کے مقررین

اعجاز شفیق، یوسف مستی خان، افتخار شاہ بخاری، رؤف بلوچ، ہدایت اللہ اور عنایت حسین تھے۔ مزید برآں بلوچ دانشور محمد یوسف نسکندی اور سائٹ ٹاؤن کے ناظم نے بھی کانفرنس سے خطاب کیا۔

شرکاء نے اپنے اس خدشے کا برملا اظہار کیا کہ اگر شہری حکومت نے ان کے مطالبات پر سنجیدگی سے عمل نہیں کیا تو پسماندہ علاقوں کے باشندے یہ سوچنے میں حق بجانب ہوں گے کہ شہری حکومت کو ان کی ترقی سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ بعض مقررین نے گٹرباغیچہ کو اس کی اصل حالت میں بحال کرنے کا مطالبہ بھی کیا جو کبھی 11017 ایکڑ رقبے پر مشتمل اراضی پر سیوریج فارم کی حیثیت سے قائم کیا گیا تھا۔ انہوں نے اس ضمن میں صنعت کاروں کے کردار کی بھی شدید مذمت کی جنہوں نے گٹرباغیچہ کی زمین پر سنگ مرمر کی صنعتیں قائم کر رکھی ہیں جس کی وجہ سے علاقے کے ماحول میں آلودگی میں بے تحاشہ اضافہ ہو رہا ہے۔

مقررین نے اس امر پر بھی اپنے شدید خدشات کا اظہار کیا کہ 1993ء میں گٹرباغیچہ کی 1200 ایکڑ اراضی قواعد و ضوابط کی خلاف ورزی کرتے ہوئے آفسیز کو آ پرینٹ ہاؤسنگ سوسائٹی کو رہائشی مقاصد کے لیے الاٹ کر دی گئی تھی۔ مقررین نے ٹرانس لیاری کے عوام کو ان کے شہری حقوق کے حصول کی جدوجہد میں اپنے بھرپور تعاون کا یقین دلایا۔

ان کا کہنا تھا کہ بقایا علاقے کی جگہ پر ایک اسپتال اور کسی تعلیمی پروجیکٹ کی تعمیر کی جانی چاہیے۔ مقررین نے نوکری شاہی کے کردار پر کڑی تنقید کرتے ہوئے کہا کہ وہ لینڈ مافیا اور دیگر مفاد پرستوں کے ساتھ گٹھ جوڑ کر پروجیکٹ کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کر رہی ہے۔ انہوں نے الزام لگایا کہ جب کبھی بھی کسی پسماندہ علاقے میں کسی ترقیاتی پروجیکٹ کا آغاز کیا جاتا ہے مفاد پرست عناصر فوری طور پر اس کو سیوتا کر کے لیے متحرک ہو جاتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ان علاقوں کے باشندے ہمیشہ سے شہری ترقی کے ثمرات سے محروم رہے ہیں اور جدید شہری سہولیات کی کمی کی وجہ سے پریشانیوں میں مبتلا رہے ہیں۔ انہوں نے اس بات کا بھی مشاہدہ کیا کہ گزشتہ پچاس سال کے دوران ہونے والے زیادہ تر ترقیاتی منصوبے شہر کے سینٹرل اور مشرقی ضلعوں میں تعمیر کیے گئے ہیں اور شہر کے پسماندہ علاقوں میں کوئی قابل ذکر منصوبہ نہیں شروع کیا گیا۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ صدر مملکت کے اعلان کے مطابق سندھ کی صوبائی اور کراچی کی شہری حکومت کو نیشنل پارک کے اس پروجیکٹ پر فوری طور پر کام شروع کر دینا چاہیے۔ گٹرباغیچہ بچاؤ مہم کے عنوان کے تحت ہونے والی اس کانفرنس کا انعقاد کراچی کی غیر سرکاری تنظیموں کے اتحاد کے چیئرمین جناب ثار بلوچ نے شہری سی بی ای کے تعاون سے کیا تھا۔ مقررین میں میاں



گٹرباغیچہ بچاؤ تحریک کے کنوینیئر جناب ثار بلوچ سیمینار کے شرکاء سے خطاب کر رہے ہیں



شہری ماحولیاتی تعلیمی میلہ

ماحولیاتی تعلیمی میلہ اپنی نوعیت کی پہلی تقریب تھی جسے کراچی میں پہلی مرتبہ شہری سی بی ای نے منعقد کیا تاکہ ہر عمر کے افراد کے ساتھ موثر طور پر رابطہ قائم کیا جاسکے اور کراچی بحیثیت ہمارا گھر کی اہمیت کے بارے میں آگاہ کیا جائے۔ میلے نے شہری مسائل سے نمٹنے کے لیے فوری عمل اور تمام تر ماحول کو بہتر بنانے کی اہمیت کو اجاگر کیا۔ ماحولیاتی تعلیمی میلے کی وجہ سے شہری سی بی ای کو اپنے کراچی کے تعلیمی، شہری اور ایڈووکیسی کے پروڈیکٹوں کے لیے فنڈز اکٹھا کرنے میں بھی مدد ملی۔ اس موقع پر اسکولوں اور کارپوریشن سیکٹر نے متعدد دئے اور تعلیمی اسٹالز لگائے۔

اسکول اسٹال

اسکولوں نے میلے میں ماحولیاتی تعلیم کو

ہوسکیں جس کے ذریعے وہ کراچی اور اس کے ماحول کے بارے میں اپنی عقیدت و احترام کی تجدید کرنے کے قابل ہوسکیں۔ ماحولیاتی میلے نے شہریوں کو ماحولیاتی لگاؤ کے اثرات اور اسباب کے بارے میں آگہی حاصل کرنے میں مدد فراہم کی اور انہیں اس قابل بنایا کہ وہ کراچی کے قدرتی اور تعمیراتی ماحول کے تحفظ اور بحالی کے لیے عملی اقدامات اٹھاسکیں۔ یہ ایک ایسی رنگارنگ تقریب تھی جس میں تفریح کے ساتھ تعلیم کے حسین اجزاج کو بھرپور انداز میں پیش کیا گیا تھا۔ ماحولیاتی میلے نے معاشرتی طور پر ذمہ دار اور ماحول دوست کمپنیوں کو عوام سے رابطہ کرنے اور اپنی مصنوعات اور خدمات کو ترقی دینے کے لیے ایک مثالی جگہ فراہم کی۔

کے لیے عملی اقدامات اٹھائیں۔

شہری سی بی ای کا قیام 1988ء میں متعلقہ شہریوں کے ایک گروپ کی کاوشوں سے عمل میں آیا۔ تاکہ کراچی کے باشندوں کو ایک ایسا پلیٹ فارم مہیا کیا جائے جس کے ذریعے وہ قدرتی اور تعمیراتی ماحول کی ابتری کے بارے میں اپنے خدشات سے متعلق موثر طور پر آواز اٹھاسکیں اور نہ صرف یہ کہ ماحول میں پیدا ہونے والے لگاؤ کے خلاؤں کو عملی کام کر سکیں بلکہ ماحول کو بہتر بنانے کے لیے موثر اقدامات اٹھاسکیں۔

شہری کے منعقد کردہ ماحولیاتی تعلیمی میلے نے تمام شہریوں خصوصاً طالب علموں، اساتذہ اور پیشہ ور حضرات کو ایک شاندار موقع فراہم کیا کہ وہ ایسی دلچسپ سرگرمیوں میں شریک

متعدد ماحولیاتی مسائل اور خطرات کی وجہ سے میرا گھر، میرا شہر کراچی کرب میں مبتلا ہے۔ اس کے قدرتی ماحول (ساحلوں، پارکوں، پانی، ہوا) اس کا تعمیراتی ورثہ اور اس کے شہریوں اور آنے والی نسلوں کی زندگی کے معیار پر مخالف دباؤ اہمیت کا حامل ہے۔ ہمارے ساحل اب آلودہ ہو چکے ہیں، ہمارے پارکوں میں خاک اڑ رہی ہے، ہماری ہوا آلودگی کا شکار ہو چکی ہے، ہماری تاریخی عمارتیں تباہ ہو رہی ہیں اور ہماری سڑکوں اور گردنواح میں بڑھتا ہوا شور ناقابل برداشت ہو چکا ہے۔ ہمارے گھر کی دیکھ بھال کون کرے گا..... ہم اور صرف ہم!..... آئیے ہم خود کو شعور اور آگہی سے بہرہ مند کریں اور اپنے گھر..... کراچی کو بچانے



پاکستان تحفظ ماحولیات کے ایکٹ (پی ای پی اے) 1997ء کی خلاف ورزی

دیہہ تھانولیر کے سروے نمبر 907 کی 6776 مربع اراضی پر باغ زہرہ ویلفیئر ٹرسٹ کے منصوبے کے نقشے کی منظوری کے سلسلے میں برائے مہربانی مندرجہ ذیل امور پر توجہ فرمائیے۔

1- زمین کی منصوبہ بندی اور اس کی ذیلی تقسیم کی مجاز ایم ڈی پی نہیں ہے بلکہ اس کا اختیار ایم پی جی او کے پاس ہے۔ کراچی بلڈنگ اینڈ ٹاؤن پلاننگ ریگولیشنز 2002ء کے باب 3 اور باب 18 کے تحت اختیار دیا گیا ہے کہ ایسی بڑی ذیلی تقسیم (جو ایک ہیکٹر 12.47 ایکڑ) کی منظوری ماسٹر پلان ڈپارٹمنٹ سے ہی حاصل کی جاسکتی ہے۔

2- کسی قسم کا تکنیکی مطالعہ نہیں فراہم کیا گیا (سہولیات/ مجوزہ بڑی ذیلی تقسیم کی دستیابی یا عدم دستیابی)، لے آؤٹ پلان کی کاپی کی عدم فراہمی۔ اس تمام صورتحال میں ہم سے یہ کس طرح توقع کی جاسکتی ہے کہ ہم اس پر اعتراضات اور خصوصی نکات مندرجہ کرائیں اور اعتراضات کس چیز پر؟

3- پاکستان تحفظ ماحولیات کے ایکٹ 1997ء کے تحت اعلان کردہ نظر ثانی شدہ آئی ای اور آئی آئی کے ریگولیشنز 2002ء کے شیڈول II کے آئٹم H-1 کے مطابق کراچی جیسے بڑے شہروں میں اراضی کے استعمال پر منصوبوں اور شہری منصوبوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ ای

آئی اے سے منظور شدہ ہوں اور اس میں سرکاری شراکت ہو۔ کیا شہری ضلعی حکومت کراچی یا ایم ڈی پی نے یہ سب حاصل کیا تھا؟ اگر ایسا ہے تو براہ کرم ہمیں اس کی ایک نقل روانہ فرمائیں۔

4- کس قانون کے تحت مجوزہ منصوبے کے نقشے کی منظوری دی گئی ہے؟

5- کیا مذکورہ پلاٹ سندھ کی سرکاری زمین کے آرڈی نینس 2002ء (الائمنٹ کی تیئج، بحالی اور تبادلے) سے متاثر ہوتا ہے؟

6- کیا مذکورہ اسکیم کے ڈی اے اسکیم A-25 اور کراچی شہر کی تمام تر منصوبہ بندی کے مطابق پوری اترتی ہے؟ کیا یہ مروجہ اور نافذ درجہ بندی کے ضابطوں کے عین مطابق ہے؟

7- مجوزہ اسکیم تک کے ای ایس سی، کے ڈبلیو ایس بی، ایس ایس جی سی ایل اور پی ٹی سی ایل ای خدمات کس طرح پہنچائیں گی۔ کیا پہلے ہی سے اضافی بوجھ سے لدا ہوا شہری سہولیات کا ڈھانچہ ایک ایسے اضافی منصوبے کا بوجھ اٹھا سکتا ہے؟

ہم بہت شوق اور بے چینی سے متعلقہ محکموں کی جانب سے جوابات کا انتظار کر رہے ہیں تاکہ ہم مجوزہ منصوبے پر اپنے تفصیلی تبصرے/ اعتراضات داخل کرا سکیں۔

پلاٹ نمبر L-145، بلاک 2،

حالی روڈ، پی ای سی ایچ ایس

کراچی پر غیر قانونی مدرسہ

ہم علاقے کے باشندوں کی ایما پر یہ اعتراض داخل کرتے ہیں کہ معصومین ٹرسٹ نے پلاٹ نمبر M-145 پر (1997ء میں مذکورہ پلاٹ سے متصل تھا) اپنے پہلے غیر قانونی مدرسے کا آغاز کیا تھا۔ ٹرسٹیوں نے ہوا سے پچاؤ کے ایک سایہ بان + گراؤنڈ + پہلی منزل پر مبنی ایک رہائشی مکان کی منظوری حاصل کی تھی۔ تاہم کے پی سی اے کے افسران کی ملی جھگڑ سے ٹرسٹیوں کو زیر زمین تہہ خانہ + گراؤنڈ + پہلی منزل تعمیر کرنے کی اجازت دے دی گئی۔ وہ عدالت گئے۔ حکم امتناعی حاصل کیا۔ قانون کو پامال کیا۔ اور پھر اس کو ریگولرائز کرا لیا۔ اب وہ یہ سب کچھ پلاٹ نمبر L-145 پر بھی کر رہے ہیں۔

ہم موجودہ اسن ومان کی صورتحال کی روشنی میں علاقے کے باشندوں کی حمایت کرتے ہیں کہ کسی بھی مذہبی مقام کو رہائشی سہولیات کے استعمال میں تبدیل کرتے ہوئے قائم کرنے کی اجازت نہیں دی جانی چاہیے کیونکہ اس کی وجہ سے علاقے کے تمام کینوں کی جان و مال کو خطرات لاحق ہو سکتے ہیں۔

ہم جانتے ہیں کہ عوام غیر قانونی مساجد بوردرسوں کی روک تھام کے متعلق بے حد حساس ہوتے ہیں لیکن بہر حال قانون ان سب سے بلند ہے۔



9- وزارت تعمیرات اور کام کے اپنے ملکیت کے پلاٹوں کی اراضی کے استعمال میں تبدیلی کے لیے کون سا قانونی اور باضابطہ طریقہ کار اختیار کیا جاتا ہے۔

یہ امر قابل توجہ ہے کہ اطلاعات کی آزادی کے آرڈی نئس کا اعلان اکتوبر 2002ء میں کیا گیا تھا اور اس کا نفاذ فوری طور پر عمل میں لایا گیا تھا جیسا کہ اس کے سیکشن 1 (3) میں درج کیا گیا ہے۔ آرڈی نئس کے سیکشن 13 میں ضمانت دی گئی ہے کہ کسی بھی شہری کو درخواست دینے کے بعد 21 دن کے اندر متعلقہ اطلاعات فراہم کی جائیں گی۔

تبدیل ہوگی ہے ماہرین تعمیرات کے لیے متعدد ہمہ جہتی سوالات پیدا ہو گئے ہیں کہ وہ کس قسم کی تعمیرات پر زور دیں اپنی ثقافتی شناخت کے نزدیک تعمیرات پر یا پھر ہمیں کسی ثقافتی تعمیراتی شناخت کی ضرورت ہے بھی یا نہیں۔

(بلکریہ روزنامہ "نیشن" لاہور)

اطلاعات کی آزادی کے آرڈی نئس 2002ء کے تحت یہ ہمارا حق ہے!

- اطلاعات کی آزادی کے آرڈی نئس 2002ء کے تحت جو سرکاری اداروں کے پاس موجود ریکارڈ تک شہری کی رسائی کے حق کو تسلیم کرتا ہے، شہری سی ای بی پلاٹ نمبر A-151، بلاک 2، پی ای سی ایچ ایس کراچی کے بارے میں مندرجہ ذیل اطلاعات/دستاویزات کی عوامی سطح پر دستیابی کی حوصلہ افزائی کرے گا۔
- 1- مذکورہ پلاٹ رہائشی ہے یا تجارتی؟
 - 2- اگر مذکورہ پلاٹ تجارتی ہے تو اسے کب اور کیسے تجارتی بنایا گیا۔
 - 3- کیا مذکورہ پلاٹ کو رہائشی سے تجارتی میں تبدیل کرنے کے اثرات پر تکنیکی توجیہ مطالعات کیے گئے۔
 - 4- کیا اس حقیقت پر غور کیا گیا کہ مذکورہ پلاٹ کی کمرشل پلاٹ میں تبدیل کرنے سے علاقے میں رہائش پذیر باشندوں پر کس قدر منفی اثرات مرتب ہوں گے اور ان کے پرسکون زندگی بسر کرنے کے آئینی حق کی پامالی کی گئی۔
 - 5- کیا مذکورہ پلاٹ کو کمرشل پلاٹ میں تبدیل کرنے سے قبل عوامی اعتراضات کرتے ہیں۔ اپنی تعمیرات میں وہ محرمانہ خطوط کا استعمال کرتے ہیں اور ان کو وہ بطور اپنی شناخت کے پیش کرتے ہیں۔ ان کے ڈیزائنوں کے تصورات تجارتی بنیادوں پر مبنی ہوتے ہیں۔ یہ ایک آفاقی سچائی ہے کہ ایک مثالی تعمیر ہمیشہ اس کی سادگی اور سیدھے خطوط میں ہوتی ہے جیسا کہ مہدی علی مرزا اور لاری کے تصورات میں پایا جاتا ہے۔ روایتی ماہر تعمیرات اور ماضی اور حال کا مرکب پیش کرنے والے نیر علی دادا واحد ماہر تعمیرات ہیں جنہوں نے اپنی تمام پیشہ ورانہ زندگی میں جدید فن تعمیرات کو ماضی سے ملانے کی کوشش کی ہے۔ وہ جدیدیت پر یقین رکھتے ہیں لیکن عمارت کی مصنوعی زیبائش میں نہیں بلکہ اس کی معقولیت پسندی میں جدیدیت کے قائل ہیں۔ وہ جگہ کے نئے تصور کے خالق ہیں اور انہیں وہ بڑے واضح انداز میں ڈیزائن کرتے ہیں۔ جبکہ کامل خان ممتاز جدیدیت کے حامی ہیں۔ نیر علی دادا اپنی جہت میں مستقبل شناس ہیں۔ ان کے اس اسلوب کو ان کی ڈیزائن کردہ متعدد عمارتوں میں واضح طور پر دیکھا

جاسکتا ہے اس کی سب سے بڑی مثال الحمراء آرٹس کونسل لاہور کی عمارت ہے۔ تاریخ ہمیشہ بطور ایک دستاویز کے سامنے آتی ہے جو ہمارے کل کی تعمیر کرتی ہے۔ یقیناً فن تعمیرات وہ واحد بصری فن ہے جو ماضی اور حال کی تہذیبوں کے درمیان پل تعمیر کرتا ہے لیکن موجودہ عالمگیریت کے عہد میں جب کہ پوری دنیا سمٹ کر ایک گاؤں میں

بقیہ فن تعمیرات کے 57 سال

میں کوئی عدم توازن نہیں ہے۔ صارف اپنی جگہ کے تصورات سے بخوبی آگاہ ہے۔ اس ماحول میں بہت سے ماہرین تعمیرات جدید ٹیکنالوجی کی مدد سے مستقبل کا تصور تخلیق کر رہے ہیں۔ کل کو سمجھنا اس وقت بہت اہمیت اختیار کر جاتا ہے جب کوئی جگہ سے متعلق اپنے احساسات کو سمجھ سکتا ہے۔

ملک بھر میں خصوصاً کراچی، لاہور اور راولپنڈی کی ڈیفنس ہاؤسنگ سوسائٹیوں میں انقلابی تعمیرات تخلیق کی جا رہی ہیں۔ بصری افق کے نئے تصور نے شہری منظر نامے کو یکسر تبدیل کر دیا ہے۔ ماہر تعمیرات خالد رحمن عالمگیریت کے اس دباؤ کے نتیجے میں اسی جذبے کے تحت کام کر رہے ہیں۔ ان کا کوئی مخصوص نظریہ نہیں ہے لیکن کمپیوٹر ٹیکنالوجی کے ذریعے وہ تمام سماجی، ثقافتی اور موسمیاتی تصورات کو پارہ پارہ کر رہے ہیں جو ان کے تخلیق کردہ منصوبوں ٹارگٹ سینٹر اور احد سینٹر میں بخوبی دیکھے جاسکتے ہیں۔

ریس فہم زیادہ تر رہائشی تعمیرات پر کام

شہری کے لئے رضا کاروں کی ضرورت ہے

شہری کے مختلف منصوبے ذیل میں درج چھوٹی کمیٹیوں کی وساطت سے چلائے جاتے ہیں۔

- آلودگی کے خلاف
- میڈیا اور بیرونی روابط (نیوز لیٹر)
- قانونی (حیرت انگیز قانونی مہارتیں)
- تحفظ درخت (پرانی مہارتیں)
- پارکس اور تفریح
- مالی حصول۔

ہر وہ شخص جو شہری کے جاری اور مستقبل کے منصوبوں کے لئے مدد (رقم/فیس) کرتا ہے اس سے گزارش ہے کہ وہ شہری کے دفتر تشریف لائیں یا فون/ٹیکس یا ای میل کے ذریعے شہری کے سیکرٹریٹ سے رابطہ کریں۔

سبز کچھوے کی بحالی

سبز کچھوے کے تحفظ کی مہم میں مدد کیجیے.....

سے منسلک مضامین پڑھنا کو منظم کرنے، تجزیاتی تحقیق کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ ایس پی ایس ایس پروگرام مختلف ڈیٹا کے نتائج کے درمیان مفید تعلقات فراہم کرنے میں کارگر ثابت ہوتا ہے۔ پروجیکٹ کے تمام تجزیاتی کام کے دوران ایس پی ایس



کے پہلے مرحلے میں پروجیکٹ مندرجہ ذیل کارروائیوں پر کامیابی سے عمل درآمد کیا گیا "سبز کچھوے کے انڈے دینے اور رکھنے کی نازک جگہوں کے ماحولیاتی/سماجی تخمینہ جات کے لیے سروے تکنیک اور ٹول پروگراموں کی

ایس سوٹ ویئر پروگرام کا مفید استعمال کیا گیا۔

سبز کچھوے کے مسکن کے تحفظ کے منصوبے

سروے اور ثانوی ڈیٹا کے تجزیاتی اعداد و شمار کے نتیجے میں حاصل شدہ حتمی نتائج کی روشنی میں حکمت عملی پر مشتمل ایک عملی ڈھانچہ تشکیل دیا گیا جو مستحکم مسکن انتظامیہ کی اشد ضرورت کی بنیاد پر ہے۔

● مکالمے، ہم آہنگی اور سمجھوتے کی ضرورت۔

● ماحولیاتی معیار، مناسب ماحولیاتی قانونی آلات کا قیام۔

● ماحولیاتی محافظوں کی تربیت۔

● ادارہ جاتی استحکام۔

● وحدانی ساحلی علاقے کی انتظامیہ۔

خصوصی ماحولیاتی

معیارات کی ترقی

علاقے میں کیے گئے متعلقہ کام اور ڈیٹا کے تجربے کے نتیجے میں یہ محسوس کیا گیا کہ

کچھوے کی بحالی کے مقصد سے مربوط ہو سکتے ہیں، سروے کا خصوصی منظر تھا۔ سبز کچھوے کے گھونسلے بنانے کے علاقے کے طبعی پہلوؤں پر مشاہدات کو ریکارڈ کرنے کے لیے کچھوؤں کے گھونسلوں کے اصل علاقے کا ایک ابتدائی مکانی سروے کیا گیا۔ اس ضمن میں عوامی آراء کو اکٹھا کیا گیا۔

سروے کا اسلوب تحقیق کی نوعیت، ردعمل کی تشکیل، نمونے کی نوعیت/متاثر ہونے والے کی نوعیت، تجزیاتی یونٹ اور ڈیٹا کی

تیاری کی بنیاد پر ترتیب دیا گیا تھا۔ اس ضمن میں ڈیٹا کی جانچ پڑتال، مجتمع کیے گئے ڈیٹا کی

حتمی معقولیت کا تخمینہ، ڈیٹا کی تبدیلی، ڈیٹا کی بنیاد پر ڈھانچے کی دستاویزی تیاری اور

کچھوے کے ساحلی مسکن کے تفصیلی تجزیاتی تخمینے کے لیے سماجی سروے کے شماریاتی

پروگرام (ایس پی ایس ایس) کا استعمال کیا گیا۔ سروے کے دوران اکٹھا کیا گیا ڈیٹا

بعد ازاں ایس پی ایس ایس میں محفوظ کر دیا گیا جو ایک مخصوص کمپیوٹر پروگرام ہے جسے

سماجی علوم اور انسانی ماحول کے باہمی تعلق

سماجی سروے کے لیے شماریاتی پروگرام ایس پی ایس ایس، سینڈز پٹ اور ہاکس بے کے ساحلوں پر سبز

کچھوؤں کے ساحلی مسکن کے طبعی، سماجی اور ماحولیاتی

پہلوؤں کا احاطہ کرتے ہوئے ایک تفصیلی بنیادی سروے/نمونے اکٹھا کرنے کی مشق کو

کامیابی کے ساتھ تکمیل تک پہنچایا گیا ہے۔ اس سروے مشق کا خصوصی ہدف چوکیدار

تھے۔

بہت چوکیداروں کو ماحولیاتی محافظوں کی حیثیت سے منتخب کیا گیا اور انہیں پروجیکٹ

کے اگلے مرحلے میں ماحولیاتی محافظوں کی حیثیت سے باقاعدہ تربیت دی جائے گی

جو کہ پروجیکٹ کا ایک لازمی حصہ ہے۔

مزید برآں بہت چوکیدار سبز کچھوؤں کی ساحلوں پر آمد اور ان کے مسکن کے بارے

میں ٹھوس معلومات فراہم کرنے کے سلسلے میں بہترین ذریعہ بن سکتے ہیں۔ ساحلی مسکن کے

مختلف پہلوؤں پر معلومات اکٹھا کرنا، ان کے آپس کے تعلقات اور وہ کس طرح سبز

شہری سی سی ای
قارئین کو سبز کچھوے
کی بحالی کے اپنے
پروجیکٹ "کچھوے
کے تحفظ میں مدد
کیجیے" کی کارکردگی
کے بارے میں آگاہ
کرتی ہے

آبی حیات

شہری رپورٹ

پروجیکٹ کے علاقے میں کچھوں کے لیے محفوظ اور مستحکم رہائشی علاقے کے یقینی تحفظ کے لیے ضروری ماحولیاتی معیارات کا قیام عمل میں لایا جا رہا ہے جو کہ بے حد ضروری ہے۔

کچھوں کے گھونسلے بنانے اور انڈے دینے کے لیے پروجیکٹ کے علاقے کی موزونیت کا تخمینہ لگانے کے لیے ایک خصوصی رہائشی نمونے کا انتخاب کیا گیا۔ نمونے کو تعلقات، عملی طریقہ کار اور مسکنی استعمال کا تخمینہ لگانے کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے اور

اس طرح انواع کے مسکنی تعلقات کا تخمینہ لگانے کے لیے عملی ڈھانچے کے عمومی تصور کو واضح کرے گا۔

نمونے کا حاصل مسکنی موزونیت کا اشاریہ (ایچ ایس آئی) ہے جو انواع کے لیے مطالعاتی علاقے کی موزونیت کو ظاہر کرے گا۔ اس ضمن میں سبز کچھوے (ان کے گھونسلے بنانے اور انڈے دینے کے طریقہ کار) کے مسکنی موزونیت کے اشاریہ کا تعین کرنے کے لیے ماحولیاتی معیارات کی نشاندہی کو گزیر قرار دیا گیا۔

ماحولیاتی محافظوں کے لیے جانچ پڑتال اور نگرانی کے طریقوں کی تیاری سروے کے تجزیے اور ماحولیاتی معیارات کے قیام کے نتائج کی بنیاد پر ماحولیاتی محافظوں کی جانچ پڑتال، نگرانی اور کارکردگی کو جانچنے کے لیے ایک عملی ڈھانچہ ترتیب دیا گیا۔

عوام میں آگہی پیدا کرنے کے لیے طریقوں کی ترقی عوام میں آگہی پیدا کرنے کے لیے



ہٹ چوکیداروں کے ماحولیاتی محافظوں کی حیثیت سے خدمات انجام دینے کے جوش و جذبے نے پروجیکٹ کے ابتدائی مرحلے کے نفاذ میں مثبت اور بنیادی مدد فراہم کی ہے جس کی وجہ سے اس مرحلے کے پروگراموں پر عمل درآمد ممکن ہو سکا ہے

طریقہ کار میں بہتری لانے کے ضمن میں تعلیمی اداروں اور غیر سرکاری تنظیموں کے ساتھ مفید روابط کا قیام عمل میں لایا جا چکا ہے۔ شہری سی بی ای کی تجویز پر انڈس ویلی اسکول آف آرٹس اینڈ کلچر میں ایک پروجیکٹ میں شمولیت اختیار کی گئی جہاں طلبہ کو پروجیکٹ کے لیے ایک مرکزی خیال، لوگو تخلیق کرنے اور کاروں کے لیے ایک اسٹیکر ڈیزائن کرنے کی دعوت دی گئی۔ انڈس ویلی آف اسکول کی فیکلٹی کی معاونت سے مرکزی خیال، لوگو اور اسٹیکر کا انتخاب کیا گیا۔ کار کے لیے اسٹیکر کی اشاعت کی گئی جنہیں بہت زیادہ پذیرائی ملی۔ مقامی

اور تحفظ کی ضرورت کے بارے میں آگہی پیدا کرنا ہے۔ امید کی جاتی ہے کہ کتابچے کو متعدد اسکولوں کے نصاب میں شامل کر لیا جائے گا جہاں بچوں کو ماحولیاتی تحفظ سے متعلق موضوعات پر حفاظتی امور کی تعلیم دی جائے گی۔

کتابچے کا مسودہ اپنے اختتامی مراحل میں ہے جبکہ تصاویر کی تیاری کا کام بھی مکمل ہو چکا ہے۔ کتابچے کے مسودے کی تیاری کے سلسلے میں محکمہ جنگلی حیات سندھ اور عالمی فنڈ برائے پاکستان کا قدرتی ماحول کی ماہرانہ خدمات حاصل کی گئیں۔

پروجیکٹ کی سرگرمیوں مثلاً نگرانی کے پروگرام اور کچھوے کے مشاہداتی دوروں میں بحیثیت رضا کار معاونت میں اسکولوں کی شمولیت میں اضافہ کرنے کے لیے متعدد مقامی اسکولوں سے شہری سی بی ای رابطہ قائم کر چکی ہے۔

شہری سی بی ای ایک مقامی اشتہاری ایجنسی کے ساتھ ایف ایم۔ 100 اور ایف ایم۔ 107 پر نشر کرنے کے لیے مختصر پیغامات اور جھنڈوں کی تیاری کے سلسلے میں بھی رابطہ کر چکی ہے۔

اراضی کے مالکان / انتظامی اداروں کے ساتھ اجلاس / مشاورت

کراچی پورٹ ٹرسٹ اور منوڑہ کنٹونمنٹ بورڈ کے متعلقہ افسروں کے ساتھ تفصیلی رابطوں اور اجلاسوں کے نتیجے میں کراچی پورٹ ٹرسٹ اور منوڑہ کنٹونمنٹ بورڈ

اسکول میں کچھوے کی بحالی کے مقصد کو تقویت دینے کے لیے سفری کچھوہ ناماشی کٹ کی تیاری کے لیے ڈیزائن کا کام بھی شروع کر دیا گیا۔ اسی طرح مزید آگہی پیدا کرنے کے طریقوں مثلاً گلوں اور پیر ویٹ کو ڈیزائن کرنے کا ابتدائی کام بھی اپنے عملی مراحل میں ہے۔

شہری سی بی ای ایک کتابچہ ”کچھوہ کہانی“ کی تیاری کے سلسلے میں ایک مقامی غیر سرکاری تنظیم اور بک گروپ کے ساتھ رابطہ کر رہی ہے۔ کتابچے کا مقصد اسکولوں کے بچوں میں سبز کچھوؤں اور ان کے ساحلی مسکن کی بحالی